رواۃ حدیث کے تعارف میں مفتی محمد فریدؒ اور شیخ سلم اللہ خانؒ کی آراء کا تقابلی جائزہ

Comparative overview between the opinions of Mufti Muhammad Fareed and Sheikh Saleemullah Khan on Rowaat-e-Hadith

ضیاء اللہ[*]

ABSTRACT:

This article aims to draw a comparative overview between the opinions of Mufti Muhammad Fareed R.A and Sheikh Saleem Ullah Khan R.A on the topic of rawayah (chain of narration) of hadith. It also explains the importance of hadith by stating that knowledge of Quran cannot be completely gained without the knowledge hadith. It declares that in the topic of reporting or narration the need of authenticity and confiscation is always there since beginning. It says that the science of rectification and validation is one of the major studies of hadith. This study is important and sensitive at the same time as it the knowledge which helps to identify whether the hadith is Sahih (authentic) or Da'if (weak). It also throws light on the fact that the science of rectification and validation and the knowledge of chain of narrators of all ahadiths is the remarkable possession of the Muslims. This debate defines the science of rectification and validation, consideration, identifies shariah (islamic canonical law), and mentions the books related to these topics. In this article the two sheikhs have described the introduction of chain of narration according to their perspectives. Mufti sahab clearly explains the isnad of hadith and also adds the quotes of ulama and gives references of books and states examples. On contemporary to him sheikh sahab briefly explains the isnad using the same method. The main difference between both is that mufti sahab's method is summarized one while sheikh sahab's method is detailed one.

Key Words: Rawayah, Quran, Hadith, Sharia, Sahih, Da’if, Isnad, Comperative.

احادیث رسول ﷺ کلام اللہ کے بعد دین اسلام کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے وحی کا حصہ ہے۔ چونکہ کلام اللہ کے فہم کے بغیر حدیث رسول کا فہم ممکن نہیں ہے۔ اور قرآن مجید کی طرح احادیث نبویہ بھی جامعیت پر مبنی ہے لہذا ان کی تشریح وتوضیح کا اسلام کی ابتدائی زمانہ سے ہی ضرورت محسوس کی جاتی رہی ہے۔ اس ضرورت کی خاطر اصحاب رسولؐ سے لیکر حضرات تابعینؒ تک اور امت کے آئمہ سے لیکر آج تک کے علماء امت نے احادیث مبارکہ کو عام فہم بنانے کیلئے کتب حدیث کی شروحات لکھیں، اور اس علمی ذخیرے کو اسان پیرائے میں پیش کیا۔ شراح حدیث نے اس مجال میں بڑی محنت اور انتہائی لگن سے مختلف مناہج پر مشتمل شروح لکھیں۔ مصادر حدیث میں صحیح بخاری کو اعلی مقام حاصل ہے۔ اس کتاب کو جو شہرت ومقبولیت ملی وہ کسی اور کو نہیں ملی۔ حتی کہ امت نے اس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانا۔ شراح حدیث نے ہر دور میں اپنی استطاعت اور تبحر علمی سے صحیح بخاری کی مختلف زبانوں عربی، فارسی اور اردو وغیرہ میں بہت سے شروحات

---

[*]Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan.
Email: zia.siddiqi84@gmail.com

لکھیں۔مولاناعبد السلام مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ عربی،فارسی اور اردو میں صحیح بخاری کے تقریبا145 شروحات لکھے گئے ہیں[1] اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔برصغیر پاک وہند کے علماء بھی اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں،مختلف زبانوں عربی،فارسی اور اردو میں صحیح بخاری کی شروحات مرتب کیں۔

اس سلسلے کی دو اہم کڑیاں ہداية القاري الى صحيح البخاري اور كشف البارى شرح صحيح البخاري بھی ہیں۔ان میں اول الذکر عصر حاضر کے بہت بڑے فقیہ اور محدث مولانا مفتی محمد فریدؒ زروبوی نے مرتب کی ہے،جو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے صدر مفتی ،صدر مدرس اور شیخ الحدیث رہے ہیں۔مفتی صاحب محدث العصر شیخ نصیر الدین غور عشتویؒ[2] کے شاگرد اور تربیت یافتہ تھے[3]۔آپؒ کی علمی اور تصنیفی خدمات گوناگوں ہیں جن میں ہدایۃ القاری الی صحیح البخاری بخاری شریف کی شرح بھی شامل ہے۔مذکورہ شرح مولانا کی اپنے شیخ کے دروس سے استفادہ کے علاوہ ان کی شب وروز تدریسی خدمات اور حدیث کی کتابوں کے مطالعے کا خلاصہ ہے۔حدیث کی بہترین تشریح،مذہب احناف کی ترجیح اور دیگر حدیثی وعلمی مباحث وفوائد پر مشتمل عمدہ وجامع شرح ہے۔مفتی صاحب ایک مخصوص طرز تحریر کے مالک تھے جس کی چاشنی آپؒ کی تصانیف میں جھلکتی ہے۔

دوسری شرح کشف الباری شرح صحیح البخاری مولانا شیخ سلیم اللہ خانؒ نے ترتیب دی ہے۔صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و مہتمم اور شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی رہے ہیں۔مولاناؒ نے حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ[4] کی معیت اور دروس سے براہ راست استفادہ کیا اور شرف تلمذ حاصل کیا۔مولانا صاحبؒ کی یہ شرح اپنے اساتذہ کے دروس سے استفادہ اور عمر بھر حدیثی خدمات اور احادیث کی کتب کے مطالعہ کا لب لباب ہے۔اس شرح میں حضرت شیخ نے احادیث کی انوکھے اسلوب میں تشریح کی ہے۔اب تک صحیح بخاری کی مرتب شروح میں اس مجموعے کی حیثیت بہت نمایاں ہے۔ وعلی کل حال صحیح بخاری پر ان کی شروحات ایک علمی ذخیرہ ہے جس سے استفادہ ضروری ہے۔دونوں شیوخ نے احادیث کے مشکلات کو حل کرنے اور ان کی تشریح وتوضیح کے لئے منفرد منہج اختیار کیا ہے بالخصوص رواۃ حدیث کے تعارف میں دونوں شیوخؒ نے الگ الگ منہج اختیار کیا ہے۔جو یقینا ایک علمی اور انوکھا کاوش ہے۔لہذا اس بحث میں دونوں شیوخؒ کے رواۃ حدیث کے تعارف میں ان کی آراء کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا تاکہ دونوں شیوخ کی علمی خدمات اجاگر ہوسکیں اور طلباء حدیث اور اصحاب علم ان سے مستفید ہوسکیں۔

رواۃ کے تعارف میں دونوں شیوخ رحمہا اللہ کی آراء کا تقابلی جائزہ :

رواۃ حدیث کے باب میں رواۃ کی صداقت وثقاہت اور حفظ وضبط کی ضرورت قرن اول سے کسی کو انکار نہیں رہا۔اسی لیے علم حدیث کے ساتھ مطابقت رکھنے والے اور اس علم سیکھ کر اس کی نشر واشاعت میں جن لوگوں نے اپنا کردار پیش کیا وہ روز اول سے ہی اس چیز کو اپنے سامنے رکھ کر اس کے مطابق ہی کسی حدیث کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتے آرہے ہیں اور بے شک علم الجرح والتعدیل بڑے علوم حدیث میں سے ہے،اور سب سے زیادہ اہم بھی ہے اور خطرناک بھی ہے اور اس کی اہمیت حدیث کے طالب علم سے مخفی نہیں ہے،اس لیے کہ یہ وہ علم ہے جس کے ذریعے سے سنت کے صحیح اور ضعیف ہونے کو پہچانا جاتا ہے وگرنہ عادل اور غیر عادل کی تمیز ممکن نہیں رہ سکتی۔اور یہ علم الجرح والتعدیل اور تاریخ الرجال والرواۃ مسلمانوں کا طرہ امتیاز ہے جو مسلمانوں کے علاوہ کسی کو بھی پوری دنیا میں حاصل نہیں ہے۔سب سے

پہلے ہم اس مقام پر علم الجرح والتعدیل کی اہمیت اور اس کی تعریف اور حکم ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ روۃ حدیث کے تعارف میں دونوں شیوخؒ کا منہج آسانی سے سمجھ میں آجائے۔

تعریف علم الجرح والتعدیل:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے۔"هو علم يبحث فيه عن جرح الرواة وتعديلهم بالفاظ مخصوصة"[5] یہ وہ علم ہے جس میں راویوں کی جرح اور تعدیل مخصوص الفاظ کے ساتھ کی جاتی ہے۔

حکم علم الجرح والتعدیل:

اس علم کا حکم یہ ہے کہ اس میں اگرچہ رجال پر جرح اور تعدیل کی جاتی ہے لیکن یہ حضورﷺ سے ثابت ہے اور اسی طرح کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد آنے والوں سے بھی اس کا جواز معلوم ہوتا ہے، اس مقصد کے لئے کہ اس سے شریعت کو محفوظ کیا جائے نہ کہ اس لئے کہ اس سے لوگوں پر طعن مقصود ہو اور جس طرح سے گواہوں پر جرح وتعدیل جائز ہوتی ہے اسی طرح سے رواۃ میں بھی جائز ہے بلکہ یہ چھان پھٹک کرنا حقوق وغیرہ میں کرنے سے دین کے معاملے میں زیادہ ضروری ہے[6]۔اس کی اہمیت کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :"اعلم ان جرح الرواة جائز بل واجب بالاتفاق للضرورة الداعية اليه لصيانة الشريعة المكرمة وليس هو من الغيبة المحرمة بل من النصيحة لله تعالى ورسولهﷺوالمسلمين."[7] جان لو کہ رواۃ کی جرح جائز ہی نہیں بلکہ بالاتفاق واجب ہے اس لئے کہ یہ شریعتِ مطہرہ کے تحفظ کے لئے ہے اور یہ غیبت نہیں ہے جو کہ حرام ہے بلکہ یہ نصیحت ہے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کی طرف سے۔

غرض علم الجرح والتعدیل:

اس کی غرض یہ بیان کی گئی ہے :"صيانة الشريعة، وتمييز صحيح الحديث وضعفه"[8] شریعت کو بچانا اور صحیح حدیث کو ضعیف سے ممتاز کرنا۔

علماء جنہوں نے اس موضوع پر کام کیا:

اس موضوع پر کام کرنے والے علماء کثیر ہیں یہاں ممکن ہے کہ ہم ان کے تین طبقات بنائیں۔

طبقہ اولیٰ: وہ علماء جنہوں نے اس فن پر بڑی محنت کی اور ان کے اقوال سب سے زیادہ قوی و اہمیت رکھنے والے ہیں علم جرح وتعدیل میں ان میں یہ علماء شامل ہیںشعبه بن الحجاج بن الوردالعتكي، ابو بسطام الواسطي، مالك بن انس بن مالك الاصحبي، ابو عبد الله المدني۔

طبقہ دوم: وہ علماء جو ان کے بعد آتے ہیں اوران کو درمیانہ طبقہ کہا جا سکتا ہے ان میں یہ علماء شامل ہیں اور ان کا مقام پہلے طبقہ سے کم ہے یحیٰی بن سعید القطان، ابوسعید البصری، ابو حفص عمر بن علی الفلاس۔

طبقہ سوم: یہ وہ لوگ ہیں جن کے زیادہ اقوال نہیں بلکہ چند ایک اقوال اس علم میں ملتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں ابو حاتم محمد بن ادريس الرازي ابو زرعة عبيدالله بن عبدالكريم الرازي۔

کتب علم الجرح والتعدیل:

اس موضوع پر علماء نے بڑی محنت کی ہے اور اس میں باقی علوم کی طرح کئی تصنیفات ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

تقریب التهذیب لاحمد بن علی بن حجر العسقلانی۔کشف الظنون فی باب علم الجرح والتعدیل لحاجی خلیفة۔الجرح والتعدیل لابی حاتم بن حبان البستی ۔کتاب الجرح والتعدیل، لابی الحسن احمد بن عبدالله العجلی الکوفی. الهدایة والارشاد فی معرفة اهل الثقة والسداد لاحمد بن محمد بن الحسن الکلابازی۔التعدیل والجرح لمن روی عنه البخاری فی الصحیح لابی الولید سلیمان بن خلف الباحی۔

علم جرح وتعدیل میں راویوں کے ناموں میں اشتباہ اور ان کے دور کرنے کے موضوع کو بھی خاص اہمیت دی گئی ہے اس وجہ سے اس پر بھی علماء نے مستقل کتب لکھی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

توضیح المشتبة فی ضبط اسماء الرواة وانسابهم والقابهم وکناهم ،مؤلف: ابن ناصر الدین شمس الدین محمد بن عبد الله بن محمد القیسی الدمشقی۔المعجم فی مشتبه اسامی المحدثین مؤلف: عبید الله بن عبدالله بن احمد الهروی ابو الفضل۔تبصیر المنتبه بتحریر المشتبه مؤلف حافظ ابن حجر العسقلانی۔

مفتی صاحبؒ کا منہج رواۃ کے تعارف بیان کرنے میں کیا ہے اس کو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں:

اول: مفتی صاحبؒ عام طور پر سندِ حدیث میں ہر آنے والے راوی کا مختصر تعارف ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات اس کو ترک بھی کرتے ہیں۔ اس حوالے سے آپؒ بعض علماء اور کتب کا حوالہ بھی دیتے ہے۔

مثال اول:

"باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللهﷺ" اس باب کی پانچویں حدیث امام بخاریؒ نے یہ ذکر فرمائی ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ القُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِﷺ أَجْوَدُ بِالخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ المُرْسَلَةِ»".[9]

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور خاص طور پر رمضان میں جب جبرائیل آپﷺ سے ملتے تو آپﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی ہوتے تھے اور جبرائیل آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے اور قرآن کا دور کرتے، نبیﷺ بھلائی پہنچانے میں ٹھنڈی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔[10]

مفتی صاحبؒ اس حدیث کی شرح میں سب سے پہلے اس کے رواۃ پر بحث کرتے ہیں اور ہر ایک راوی پر اگر تفصیل طلب بحث ہو تو تفصیلاً بحث فرماتے ہیں، جیسے اس حدیث کی سند میں ایک راوی "عبدان" کا تعارف فرماتے ہیں کہ عبدان یہ عبد اللہ بن عثمان کا لقب ہے۔ علامہ ابن طاہر فرماتے ہیں کہ اصل، میں ان کا نام عبد اللہ ہے اور کنیت عبد الرحمٰن ہے۔ تو دونوں اسموں کو جمع کر کے "عبدان" کہلائے گئے خلاف القیاس۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ تغیرات عوام کی وجہ سے جیسے کہ لوگ "علی" کو علوان، اور احمد کو حمدان وغیرہ کہتے ہیں۔[11]

مثال دوم: "باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللهﷺ". اس باب کی دوسری حدیث جس کو امام بخاریؒ نے ذکر فرمائی ہے۔

أَنَّ الحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ يَأْتِيكَ الوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الجَرَسِ، وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ المَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الوَحْيُ فِي اليَوْمِ الشَّدِيدِ البَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا[12]

ترجمہ: حارث بن ہشام[13] نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے ؟تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی میرے پاس گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے اور جب میں اسے یاد کرلیتاہوں جو اس نے کہاتو وہ حالت مجھ سے دور ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اسے میں یاد کرلیتاہوں۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے سخت سردی کے دنوں میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھا پھر جب وحی موقوف ہو جاتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا[14]۔

اس حدیث کی سند میں ایک معروف شخصیت جو راوی ہے مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ مفتی صاحبؒ مالک بن انس رحمۃ اللہ کا تعارف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ومالك نجم الثاقب" امام دارالھجرہ ہیں اور مناقب ابی حنیفہؒ میں ذکر ہے کہ حضرت امام مالک بن انسؒ، امام ابو حنیفہؒ سے مسائل کے متعلق دریافت فرماتے تھے۔ مزید فرماتے ہیں کہ "وذکر ایضا ان اباحنیفة سمع منه بعض الروایات" کہ امام ابو حنیفہؒ نے آپؒ سے بعض روایات بھی سماعت فرمائے ہیں۔ نیز امام مالکؒ پرانے کپڑوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ابن الجوزیؒ[15] فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کو سلطان نے ایک فتویٰ کی پاداش میں ستر کوڑے لگوائے جو فتویٰ امام مالکؒ کو پسند نہیں تھا۔ آپؒ 93ھ کو پیدا ہوئے اور 179ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پاگئے۔[16]

اسی طرح شیخ صاحبؒ کا منہج رواۃ کی باب میں کیاہے اس کو ہم آنے والے نکات میں بیان کرتے ہیں۔ شیخ سند میں آنے والے ہر راوی کے بارے میں مختصر تعارف ذکر کرتے ہیں اور شاذ و نادر ہی کسی راوی کو ترک کرتے ہیں تقریبا ہر راوی کے مختصر حالات ذکر فرما دیتے ہیں اور اس سلسلے میں شیخ نے مختلف علماء اور ان کی کتب سے استفادہ کیاہے۔ وضاحت کیلئے کچھ مثالیں ذکر کی جاتی ہے:

مثال اول:

"باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم"

اس باب کی پانچویں حدیث، حدیث عبدان جو مذکورہ بالا ہے۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد شیخ صاحبؒ سب سے پہلے اس کے رواۃ پر بحث کرتے ہیں اور ایک ایک راوی کے حالات تفصیل کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں جیسا کہ آپؒ عبدان راوی کے تعارف میں رقم طراز ہیں اور اس سلسلے میں علامہ ابن طاہر کا قول ذکر کیاہے۔

عبدان: یہ ان کالقب ہے، نام عبد اللہ بن عثمان بن جبلہ ہے بعض شارحین نے کہاہے کہ یہ من باب تغییر الاسماء ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب مسمی معلوم ہوتا ہے تو بعض اوقات اس کا نام بگاڑ دیاجاتا ہے جیسے علی کو علان، احمد بن یوسف کو حمدان اور وہب بن بقیہ واسطی کو وہبان کہا جائے گا، اسی طرح عبد اللہ بن عثمان کو عبدان کہا گیا۔ لیکن علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن طاہرؒ سے نقل کیاہے کہ ان کا نام عبد اللہ اور کنیت ابو

عبد الرحمٰن ہے، نام اور کنیت کو ملا کر عبد ہو گئے اس لیے ان کو عبدان کہا جانے لگا، گویا یہ بگڑا ہوا نام نہیں ہے بلکہ علم اور کنیت میں موجود دو عبد کو ملا کر تثنیہ بنایا گیا ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں: یہی اوجہ صورت ہے اس لیے کہ جب صحیح توجیہ ممکن ہے تو خواہ مخواہ بگاڑ کا قائل ہونا مناسب نہیں۔ عبدان ثقہ اور حافظ ہیں 221ھ میں 76 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔[17]

مثال دوم:

"باب ما ذكر في ذهاب موسى عليه السلام في البحر الى الخضر" اس باب میں امام بخاریؒ نے یہ حدیث ذکر فرمائی ہے:

"حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ خَضِرٌ، فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى، الَّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ " قَالَ مُوسَى: لاَ، فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى مُوسَى: بَلَى، عَبْدُنَا خَضِرٌ، فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ الحُوتَ آيَةً، وَقِيلَ لَهُ: إِذَا فَقَدْتَ الحُوتَ فَارْجِعْ، فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ، وَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الحُوتِ فِي البَحْرِ، فَقَالَ لِمُوسَى فَتَاهُ: (أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ)، قَالَ: (ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا)، فَوَجَدَا خَضِرًا، فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِي قَصَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ."[18]

ترجمہ: محمد بن عزیر زہری، یعقوب بن ابراہیم، صالح بن کیسان، ابن شہاب، عبید اللہ بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ اور حر بن قیس فزاریؓ نے موسیٰؑ کے ہم صحبت کے بارے میں اختلاف کیا، ابن عباس کہتے تھے کہ وہ خضر ہیں، اچانک ابی بن کعب کا ان دونوں کے پاس سے گذر ہوا تو ابن عباس نے ان کو بلایا اور کہا کہ بے شک میں نے اور میرے رفیق (یعنی حر بن قیس) نے موسیٰ علیہ السلام کے ہم نشین کے بارے میں، جن سے ملنے کا راستہ موسیٰ نے (اللہ تعالیٰ سے) پوچھا تھا، اختلاف کیا ہے، کیا تم نے نبی ﷺ کو ان کی کیفیت بیان فرماتے ہو سنا ہے؟ ابی بن کعب بولے کہ ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے سنا ہے کہ موسیٰ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتفاق سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے (ان سے) کہا کہ آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو آپ سے بھی زیادہ عالم ہو؟ موسیٰ بولے کہ نہیں، پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی بھیجی کہ ہاں ہمارا بندہ خضر (تم سے زیادہ جانتا ہے) لہذا موسیٰ نے اپنے پروردگار سے ان (خضر) سے ملنے کا راستہ معلوم کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مچھلی کو نشانی قرار دیا اور ان سے کہہ دیا گیا کہ جب تم مچھلی کو نہ پاؤ (آگے بڑھ جانے) پر لوٹ آنا اس لئے کہ (اسی کے بعد تم) ان سے مل جاؤ گے۔ پس موسیٰؑ ان کے ملنے کیلئے چلے اور راستہ بھر دریا میں مچھلی کی علامت کا انتظار کرتے رہے (ایک مقام پر پہنچ کر) موسیٰ علیہ السلام سے ان کے خادم نے کہا کہ آپ نے دیکھا ہے جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے تو (اس وقت) میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے اس کا یاد کرنا شیطان ہی نے بھلایا موسیٰؑ بولے کہ وہ یہی مقام ہے جس کی ہم جستجو کرتے تھے لہذا وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر لوٹ پڑے تب انہوں نے خضر کو پایا پھر ان دونوں کی حالت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی

کتاب میں بیان فرمائی ہے[19]۔اس سند میں راوی یعقوب بن ابراہیم کے تفصیلی ترجمہ شیخ نے ذکر کیا ہے اور اس میں اسماء الرجال کے ائمہ مذاہب ذکر کیے ہیں جن میں یحیی بن معین[20]، امام عجلی[21]، دار قطنی[22]، ابن حبان[23]، ابن سعد[24]، ذہبی[25] اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ شامل ہیں۔

یعقوب بن ابراہیم:

یہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف بن القرشی الزہری المدنی نزیل بغداد ہیں۔ یہ اپنے والد ابراہیم بن سعد، شعبۃ، عاصم بن محمد العمری، محمد بن اخی الزہری شریک۔ اللیث، عبد العزیز بن عبد المطلب، سیف بن عمر، عبد الملک بن الربیع بن سبرۃ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں احمد، اسحاق، علی، یحییٰ، ابو خیثمہ، محمد بن یحییٰ، یعقوب بن شیبہ جیسے اساطین علم حدیث ہیں۔امام یحیی بن معین فرماتے ہیں "ثقة "امام عجلی فرماتے ہیں "ثقة "، امام ابو حاتم فرماتے ہیں "صدوق "امام دار قطنی نے "ثقة" قرار دیا ہے۔ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں "كان ثقة مامونا يقدم على اخيه فى الفضل والورع والحديث "حافظ ذہبی فرماتے ہیں، "حجة ورع "حافظ ابن حجر فرماتے ہیں "ثقة فاضل"۔ 208ھ میں ان کا انتقال ہوا۔[26]

دوم: اگر ایک سند کی شرح میں ایک راوی کا تعارف ہو چکا ہو اور دوبارہ اس راوی کا نام آ جائے تو اس موقع پر ہر شارح کا اپنا اپنا اسلوب ہوتا ہے۔مفتی صاحبؒ اس موقع پر جب کسی راوی کا تعارف پہلے ہو چکا ہو دوبارہ اس کا تفصیلی تعارف نہیں کرواتے اور نہ اس کی طرف کوئی اشارہ کرتے ہیں کہ اس کا ذکر فلاں باب کے اندر فلاں حدیث میں ہو چکا ہے۔ جیسا کہ شیخ صاحبؒ کا طریقہ ہے۔ بلکہ مختصر تعارف ذکر کرتے ہیں۔

مفتی صاحب کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ ایک دفعہ ایک راوی کا تعارف ذکر کرتے ہیں اور بعد میں جب سند میں ان کا نام آجاتا ہے تو صرف مختصر تعارف اس طرح کرتے ہیں: "رجال كلهم مدنيون "یا "مصريون "اور فرماتے ہیں "بصريون " وغیرہ۔

مثال:

"باب من الدين الفرار من الفتن "اس باب کے تحت امام بخاریؒ نے یہ حدیث کو ذکر فرمائی ہے۔

" حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ المُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الجِبَالِ وَمَوَاقِعَ القَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الفِتَنِ» ".[27]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ مسلمان کا اچھا مال بکریاں ہوں گی، جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور چٹیل میدانوں میں چلا جائے تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچالے۔[28]

اس حدیث کی سند کے متعلق مفتی صاحب فرماتے ہیں: قوله(رحمة الله تعالى)حدثناعبدالله بن مسلمة عن مالك ۔۔۔الخ

رجال هذا السندكلهم مدينون. وعبد الله بن مسلمة كان مستجاب الدعوة.

اصل میں مفتی صاحب نےؒ ان راویوں کا تعارف پہلے ذکر کیا ہے اس لئے مختصر تعارف کرایا۔[29] جبکہ حضرت شیخؒ کا اسلوب یہ ہے کہ اگر ایک جگہ ایک راوی کا تعارف ہو چکا ہو اور دوبارہ اس کی روایت امام بخاری نے ذکر کی ہو تو شیخ فرماتے ہیں کہ اس کا تعارف فلاں باب کے تحت

گزر چکا ہے اس سے قاری کوئی بھی جلد اور کوئی بھی صفحہ پڑھ رہا ہوں اس کو کسی طرح کی کوئی تشویش نہیں ہوتی بلکہ آسانی سے اپنا مقصود دیکھ سکتا ہے۔

مثال اول:

"باب الفهم في العلم" ۔اس باب کے تحت امام بخاری نے یہ حدیث ذکر فرمائی ہے۔

"حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى المَدِينَةِ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُتِيَ بِجُمَّارٍ، فَقَالَ: «إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً، مَثَلُهَا كَمَثَلِ المُسْلِمِ»، فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ: هِيَ النَّخْلَةُ، فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ القَوْمِ، فَسَكَتُّ، قَالَ ﷺ: «هِيَ النَّخْلَةُ»"[30]

ترجمہ: علی بن عبد اللہ، سفیان، ابن ابی نجیح، مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ تک ابن عمرؓ کے ساتھ رہا (اس عرصہ میں) ایک حدیث کے سوا میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا، انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے جبکہ آپ کے حضور میں جمار (ایک خاص درخت) لایا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اس کی کیفیت مسلمان کی کیفیت کے مثل ہے ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ کہہ دوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے، مگر میں سب سے چھوٹا تھا اس لئے چپ رہا جب کسی نے نہ بتایا تو نبی ﷺ نے خود فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔[31]

اس حدیث کی تشریح میں شیخؒ نے تراجم رجال ذکر فرمائے ہیں اور ان میں سفیان کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سفیان: یہ امام سفیان بن عیینہ ہیں، ان کے حالات "بدء الوحی "میں پہلی حدیث کے ضمن میں مختصر اور کتاب العلم ، باب قول المحدث: حدثنا او اخبرنا وانبانا کے ذیل میں تفصیلا گزر چکے ہیں۔[32]

مثال دوم:

"باب ركوب الفرس العربي" ۔اس باب کے تحت امام بخاری نے یہ حدیث ذکر فرمائی ہے:

"حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى فَرَسٍ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ".[33]

ترجمہ: عمرو بن عون، حماد، ثابت، انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے سامنے ایک ننگی پیٹھ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے، اس پر زین نہ تھی۔ آپ ﷺ کی گردن میں ایک تلوار لٹکی ہوئی تھی۔[34]

اس حدیث کی تشریح میں شیخؒ نے تراجم رجال ذکر فرمائے ہیں اور ان میں حماد کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ حماد بن زید بن درہم ازدی بصری ہیں، ان کے حالات کتاب الایمان "باب وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا "[35] کے تحت گزر چکے ہیں۔[36]

سوم: اگر حدیث کی سند میں رایوں کی تعیین میں اشتباہ ہو مطلب ایک نام سے یا ایک لقب وکنیت سے مسمیٰ ہو وہاں پر شارحین اس کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہاں پر اس شخص سے فلاں راوی مراد ہے۔ اس موقع پر مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اگر راویوں میں اشتباہ ہو تو اچھے انداز میں

ان کا تعیین کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اس سے فلاں راوی مراد ہے۔

مثال:

"باب كيف كان بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم"۔ اس باب کے تحت امام بخاریؒ نے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

" حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى المِنْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ»."[37]

ترجمہ: حمیدی، سفیان یحیی بن سعید انصاری، محمد بن ابراہیم تیمی، علقمہ بن وقاص لیثی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کے نتائج نیتوں پر موقوف ہیں اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی، چنانچہ جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہو کہ وہ اسے پائے گا، یا کسی عورت کے لئے ہو، کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف شمار ہو گی جس کے لئے ہجرت کی ہو۔[38]

مذکورہ حدیث کی سند کی تشریح کرتے ہوئے مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس سند میں ایک راوی حمیدی ہیں اس نام پر تین شخصیات ہیں ایک یہ ہے۔ دوم عبد اللہ بن زبیر ہیں۔ اور وہ صحابی ہیں اور سوم محمد بن نصر صاحب الجمع بین الصحیحین ہیں۔ دوسرا راوی اس سند میں وہ یحیی بن سعید الانصاری ہیں۔ اس نام کے بھی تین شخصیات مشہور ہیں ایک تو یہ ہیں دوم یحیی بن سعید ابان الاموی ہیں سوم یحیی بن سعید التیمی ہیں اور چوتھے جو اس نام کے ساتھ متصف ہیں وہ یحیی بن سعید القطان ہیں[39]۔ اسی طرح شیخؒ بھی اگر راویوں کے ناموں میں اشتباہ ہو اور ان میں سے کوئی ایک کسی روایت میں مذکور ہو تو شیخ ان کو متعین کر کے ذکر فرماتے ہیں کہ اس جگہ کون سے راوی مراد ہے جس کی روایت ذکر کی گئی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں شیخؒ نے تراجم رجال ذکر فرمائے ہیں اس حدیث میں پہلا راوی حمیدی ہے اس کے بارے میں شیخ نے حافظ ابن حجرؒ اور حاجی خلیفہؒ کے اقوال ذکر کیے ہیں جیسا کہ شیخ رقم طراز ہیں:

حمیدی: یہ امام بخاریؒ کے استاد ابو بکر بن زبیر بن عیسی القرشی الاسدی الحمیدی المکی ہیں۔ یہ امام شافعی کے ہم عصر ہونے کے ساتھ ساتھ طلبِ حدیث کے ساتھی ہیں۔ امام شافعیؒ سے انہوں نے فقہ کا علم حاصل کیا، آپ کے ساتھ مصر کا سفر اختیار کیا اور پھر جب آپ کا انتقال ہو گیا تو مکہ مکرمہ لوٹ آئے، ان کی وفات 219ھ میں ہوئی۔ ان کی تصنیف میں سے مسند الحمیدی بہت مشہور ہے، اور علامہ حبیب الرحمن اعظمی کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور حمیدی ہیں ان کا نام ابو عبد اللہ محمد بن ابی نصر فتوح الحمیدی الاندلسی ہے، یہ پہلے والے حمیدی سے متاخر ہیں ان کی کتاب الجمع بین الصحیحین مشہور ہے جس میں انہوں نے صحیحین کی احادیث کو جمع کیا ہے ان کی وفات 488ھ میں ہوئی[40] اور اس حدیث میں سفیان کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے علامہ عینیؒ اور صفی الدین احمد بن عبد اللہ الخزرجیؒ کے اقوال ذکر کیے ہیں جیسے شیخ فرماتے ہیں:

حدثنا سفیان: یہ سفیان بن عیینہ بن میمون، ابو محمد الکوفی ہیں ان کی وفات 198 ھ میں ہوئی۔ اسی نام کے دوسرے بزرگ سفیان بن سعید بن مسروق ثوری ہیں یہ ان سے متقدم اور ان کے استاذ ہیں ان کی وفات 141ھ میں ہوئی۔

تقابلی جائزہ:

بحث کے اختتام پر ہم دونوں شیوخؒ کے منہج کا ایک تقابلی جائزہ ذکر کرتے ہیں تاکہ دونوں شیوخؒ کے منہج صحیح طریقے سے واضح ہو جائے۔ رواۃ حدیث کے باب میں دونوں شارحین کا اسلوب مختلف ہے۔ دونوں شیوخ رحمہا اللہ نے اپنے اپنے منہج کے مطابق رواۃ کا تعارف ذکر فرمایا ہے۔ مفتی صاحب حدیث کی سند میں رواۃ کا واضح انداز میں تعارف ذکر فرماتے ہیں اس تشریح میں آپؒ علماء کے اقوال اور ان کی کتابوں کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ جبکہ شیخ صاحبؒ بھی سند میں رواۃ کا ایک تفصیلی انداز میں تعارف پیش کرتے ہیں۔ نیز علماء کے اقوال اور ان کی کتابوں کے حوالے تفصیلی طور ذکر کرنے کا خوب اہتمام کرتے ہیں۔ الغرض دونوں شیوخؒ نے رواۃ کے تعارف کے باب میں خوب تشریح کی ہے البتہ مفتی صاحبؒ کا اندازِ تشریح اختصار کا ہے جبکہ شیخ صاحبؒ کا اندازِ تشریح تفصیلی ہے۔

خلاصہ بحث:

رواۃ حدیث کے باب میں رواۃ کی صداقت و ثقاہت اور حفظ و ضبط کی ضرورت قرن اول سے محسوس کی جاتی رہی ہے۔ علم الجرح والتعدیل بڑے علوم حدیث میں سے ہے، اور سب سے زیادہ اہم بھی ہے اور خطرناک بھی ہے، اس لیے کہ یہ وہ علم ہے جس کے ذریعے سے سنت کے صحیح اور ضعیف ہونے کو پہچانا جاتا ہے وگرنہ عادل اور غیر عادل کی تمیز ممکن نہیں رہ سکتی۔ اور یہ علم الجرح والتعدیل اور تاریخ الرجال والرواۃ مسلمانوں کا طرہِ امتیاز ہے جو مسلمانوں کے علاوہ کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ اس بحث میں علم الجرح والتعدیل کی تعریف، حکم، غرض وغایت اور کتب علم الجرح والتعدیل سے متعلق مختصر ابحث کی گئی ہے۔ رواۃ حدیث کے باب میں دونوں شیوخ رحمہا اللہ نے اپنے اپنے منہج کے مطابق رواۃ کا تعارف ذکر کیا ہے۔ مفتی صاحب حدیث کی سند میں رواۃ کا واضح انداز میں تعارف ذکر کرتے ہیں اس تشریح میں آپؒ علماء کے اقوال، ان کی کتابوں کا حوالہ اور مثالیں بھی دیتے ہیں۔ جبکہ شیخ صاحبؒ بھی سند میں رواۃ کا تفصیلی انداز میں تعارف پیش کرتے ہیں۔ نیز علماء کے اقوال، ان کی کتابوں کے حوالے اور مثالیں تفصیلی طور ذکر کرنے کا خوب اہتمام کرتے ہیں۔ بہر حال دونوں شیوخؒ نے رواۃ حدیث کے تعارف کے باب میں خوب تشریح کی ہے البتہ مفتی صاحبؒ کا انداز اختصار کا ہے جبکہ شیخ صاحبؒ کا انداز تفصیلی ہے۔

حوالہ جات

---

[1] مولانا عبد السلام مبارکپوری، سیرۃ البخاری، لاہور، نشریات لاہور، 1329ء-1429ء ص 206-248۔

[2] شیخ صاحب رحمہ اللہ شیخ قمر الدین پنجابی اور شیخ حسین علی میانوالیؒ کے شاگرد رشید رہے ہے۔ آپ کو منطقہ افغانیہ کے شاہ ولی اللہ کا لقب دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ سب سے پہلے آپ نے اس علاقے میں حدیث کی خدمت کی ہے، آپ 3 ذیقعدہ سنہ 1388ھ میں فوت ہوئے۔ (شیخ مفتی محمد فریدؒ، ہدایۃ القاری الی صحیح البخاری، مدینہ منورہ: مکتبہ الملک فہد، طبعہ ثانیہ 1432ھ۔ 2011م، ص143)

[3] مولانا محمد رقیب مجددی، تجلیات فریدی صوابی: الفرید اکیڈمی دارالعلوم صدیقیہ، اکتوبر 2012م ج3، ص52، و تجلیات فرید سہ ماہی، کانگڑہ شبقدر: دار العلوم فریدیہ ستمبر، اکتوبر، نومبر 2017ص8

[4] شیخ الاسلام حسین احمد مدنی 1296ھ / 1879ء اترپردیش ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ علمائے دیوبند میں آپ نامی گرامی شخصیت ہیں۔ قید و بند کے ساتھ ساتھ دینی اور ملکی خدمت سے پیچھے نہیں رہے ہیں۔ آپ 1957ء کو فوت ہوئے اور شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلویؒ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔(فرید الوحید، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ایک تاریخی و سوانحی مطالعہ، مطبع و سن اشاعت نامعلوم، ص22)

[5] ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل احمد بن حجر، تہذیب التہذیب، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ، ہند، 2010ء، ج1 ص20

[6] حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبد اللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، (ت ن) ج1 ص390

[7] ابوزکریا یحیی بن شرف بن مری النووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، دار احیاء التراث االعربی، الطبعۃ الثانیۃ، 1392ء، ج1 ص124

[8] المفصل فی الرد علی شبہات اعداء الاسلام ج،13 ص،244

[9] البخاری، ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، کتاب الوحی (1) باب کیف کان بدء الوحی (6) حدیث (6)

[10] مولانا سحبان محمود، صحیح بخاری شریف مترجم، کراچی، ادارہ اسلامیات، 2005ء، حدیث5، باب الایمان، ج1، ص933

[11] شیخ مفتی محمد فریدؒ، ہدایۃ القاری الی صحیح البخاری، مدینہ منورہ: مکتبۃ الملک فہد، طبعہ ثانیہ 1432ھ، ص83

[12] صحیح بخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، حدیث (2)

[13] آپ ابو عبد الرحمن الحارث بن ہشام بن المغیرہ القرشی ہیں۔ ابو جہل کے بھائی ہیں۔ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ شاگردوں میں بیٹا عبد الرحمن شامل ہیں۔ 18ھ / 639ء کو وفات پائی۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ج1، ص697، ترجمہ (1509)۔۔۔ الاعلام ج2، ص158)

[14] بخاری شریف مترجم اردو، حدیث5، باب الایمان، ج1، ص933۔

[15] أبو الفرج عبد الرحمان بن علی بن محمد الجوزی، قرشی، بغدادی 508ھ / 1114ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے دور کے مانے ہوئے عالم الحدیث اور تاریخ تھے۔ تین سو کے قریب کتابیں لکھیں جن میں "تلقیح فھوم أھل الأثر في عیون التاریخ والسیر" سب سے زیادہ مشہور ہے۔ آپ بغداد ہی میں 597ھ / 1201ء کو فوت ہوئے (وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان ج1، ص279۔۔۔ الاعلام ج3، ص216- 217)

[16] ہدایۃ القاری، کیف کان بدء الوحی ص59 – 60۔

[17] شیخ سلیم اللہ خانؒ، کشف الباری عمافی صحیح البخاری، کراچی، مکتہ فاروقیہ شاہ فیصل، 2007ء، کیف کان بدء الوحی، ج1، ص462

[18] صحیح بخاری، کتاب العلم (3) باب ماذکر فی ذہاب موسی علیہ السلام فی البحر الی الخضر (16) حدیث (74)

[19] بخاری شریف مترجم اردو، حدیث74، کتاب العلم، ج1، ص136۔

[20] أبوزکریا یحیی بن معین بن عون بن زیاد البغدادی 158ھ / 775ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ ائمہ حدیث اور جرح و تعدیل کے امام ہیں۔ تصانیف میں "التاریخ والعلل" اور "الکنی والاسماء" بہت مشہور ہیں۔ مدینہ منورہ 233ھ / 848ء کو فوت ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج2، ص16۔۔۔ الاعلام ج8، ص172- 173)

[21] ابوالحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح عجلی 181ھ / 797ء کو کوفہ میں پیدا ہوئے۔ مؤرخِ رجال تھے۔ بصرہ اور بغداد منتقل ہوئے۔ تصانیف میں "الثقات" مشہور ہیں۔ آپ طرابلس میں 261ھ / 875ء کو فوت ہوئے۔ (شذرات الذہب ج2، ص141۔۔۔ الاعلام ج1، ص156)

[22] ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مھدی بن دینار البغدادی۔ بغداد کے ایک محلہ دار قطن میں پیدا ہونے کی وجہ سے الدار قطنی مشہور ہوئے۔ 306ھ کو پیدا ہوئے۔ محدث اور اسماء الرجال کے ماہر ہیں۔ ابو القاسم البغوی، یحیٰ بن محمد، ابی بکر النیسابوری سے علم حاصل کیا۔ شاگردوں میں ابو نعیم الاصبہانی اور حمزہ السہمی شامل ہیں۔ تصنیفات میں السنن، الافراد والغرائب، الضعفاء والمتروکون، الالزامات علی صحیحی البخاری ومسلم شامل ہیں۔ بغداد میں 385ھ، کو فوت ہوئے۔ (تاریخ بغداد، ج12، ص344۔۔۔ وفیات الاعیان ج1، ص331)

[23] اَبوحاتم محمد بن حبان بن اَحمد بن حبان بن معاذ بن معبد، تمیمی، دارمی، بستی تاریخ، رجال جغرافیہ اور حدیث کے مانے ہوئے عالم تھے۔ تحصیلِ علم کے لیے مصر، خراسان، عراق، جزیرہ اور شام کے اسفار کیے اورآخرکار 354ھ / 965ء کو وفات پائی۔(تذکرۃ الحفاظ3ج، ص 125 ۔۔۔ میزان الاعتدال ج3، ص 39۔۔۔ الاعلام ج6، ص77- 78)

[24] ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع زہری، بصرہ میں 168ھ / 785ء کو پیدا ہوئے۔ آپ ثقہ مؤرخ، حافظِ حدیث اور قاضی محمد بن عمرو واقدی کے سیکرٹری تھے۔ تصانیف میں "الطبقات الکبریٰ" شہرت یافتہ ہے۔ آپ 230ھ / 845ء کو فوت ہوئے۔ (خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد ج5، 321، دارالغرب الاسلامی، بیروت، 1422ھ۔۔۔ الاعلام6ج، ص137)

[25] اَبوعبداللہ شمس الدین عثماصن بن قائماز 673ھ / 1274ء کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ بیک وقت حافظ، علامہ، محقق اور مؤرخ تھے۔ حافظ مزیؒ اور امام ابن تیمیہؒ جیسے بلند پایہ علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ تقریباًسو کے لگ بھگ کتابیں لکھیں۔ آپ دمشق ہی میں 748ھ / 1348ء کو فوت ہوئے۔(فوات الوفیات ج3، ص315، ترجمہ(436) ۔۔۔ الاعلام ج5، ص326)

[26] کشف الباری، کتاب العلم، "باب ما ذکر في ذھاب موسی علیه السلام في البحر الی الخضر" ج3، ص332

[27] صحیح بخاری، کتاب الایمان(2) باب من الدین الفرار من الفتن(10) حدیث(19)

[28] بخاری شریف مترجم اردو، حدیث18، کتاب الایمان، ج1، ص104۔

[29] ہدایۃ القاری، کتاب الایمان، "باب من الدین الفرار من الفتن "ص140

[30] صحیح البخاری، کتاب العلم(3) باب الفہم فی العلم(14) حدیث(72)

[31] بخاری شریف مترجم اردو، ج1، ص104

[32] کشف الباری، کتاب العلم، " باب الفهم في العلم "ج 3 ص302

[33] صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر(56) باب رکوب الفرس، حدیث(2866)

[34] بخاری شریف مترجم اردو، ج2، ص98

[35] "وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ " اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے پس وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو کہ خداانصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(سورۃ الحجرات9:49)

[36] کشف الباری، کتاب الجہاد، ج1، ص450

[37] صحیح بخاری، کتاب الوحی(1) باب کیف کان بدء الوحی، حدیث(1)

[38] بخاری شریف مترجم اردو، حدیث1، کتاب الوحی، ج1، ص89

[39] ھدایۃ القاری، باب کیف کان بدء الوحی، ص50

[40] کشف الباری، باب بدء الوحی، ج1،، ص237